امام ابوبکر جصاص رازی حنفیؒ (سوانح، علمی مقام وخدمات)

تحریر: مولانا نسیم احمد قاسمی مظفر پوری، پھلواری شریف پٹنہ (انڈیا)

نام احمد بن علی بن الحسین بن شہریار الرازی رحمہ اللہ" کنیت ابوبکر اور لقب جصاص رحمہ اللہ ہے۔(۱)(صاحب کشف الظنون نے آپ کے تین نام ذکر کئے ہیں۔ احکام القرآن کا ذکر کرتے ہوئے محمد بن احمد المعروف بالجصاص الرازی رحمہ اللہ، شرح ادب القاضی للخصاف کے ذیل میں احمد بن علی اور مختصر کرخی کی شروح کا تذکرہ کرتے ہوئے محمد بن علی تحریر کیا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام احمد بن علی ہے۔ (۲) جصاص رحمہ اللہ لقب پڑنے کی وجہ سمعانی نے یہ لکھی ہے کہ آپ کے یہاں "گچ" کا کام ہوتا تھا اس لئے جصاص رحمہ اللہ کہا جاتا ہے۔ اور رازی رحمہ اللہ خلاف قیاس "ری" کی طرف منسوب کر کے کہا جاتا ہے۔(۳)

امام ابوبکر رازی رحمہ اللہ کی ولادت ۳۰۵ھ میں "ری" شہر میں ہوئی جو اس وقت علم وفکر کا مرکز اور علماء وفقہاء کا مولد ومسکن تھا" ری" شہر کے متعلق علامہ اصطخری کا بیان ہے کہ "ری" اصبہان سے آبادی کے لحاظ سے بڑا ہے۔ "ری" کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ۲۰ھ میں عامل کوفہ کو تحریر فرمایا کہ عروۃ بن زید الخیل الطائی کو آٹھ ہزار فوج کے ساتھ "ری" فتح کرنے کیلئے بھیج دو" انھوں نے حکم کی تعمیل کی، حضرت عروۃؓ نے "ری" پر لشکر کشی کی اور اہل ری سے قتال کے بعد فتحیاب ہوئے(۴) صاحب فوائد البہیہ نے آپ کا مولد "بغداد"(۵) اور صاحب تذکرۃ الحفاظ نے "نیساپور" کو قرار دیا ہے۔(۶)

تعلیمی سفر کا آغاز

امام ابوبکر رازی رحمہ اللہ نے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز اپنے وطن "ری" سے کیا، جہاں بڑے بڑے ماہرین فن موجود تھے، امام کی علمی نشوونما میں "ری" کا بڑا دخل ہے۔ آپ بیس سال تک "ری" میں رہ کر وہاں کے علماء وفقہاء سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ پھر خیال ہوا کہ وطن سے نکل کر اپنی علمی تشنگی دور کی جائے، چنانچہ حصول علم کی خاطر بیس سال کی عمر میں آپ نے سب سے پہلا سفر ۳۲۸ھ میں بغداد کا کیا۔ بغداد اس وقت فقہ حدیث اور دیگر علوم عربیہ کا عظیم مرکز تھا۔ نامور علماء اور محدثین وار دین وصادرین کی علمی تشنگی دور کرنے میں مصروف تھے۔ بغداد میں آپ کو امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا، امام کرخی رحمہ اللہ کے تفقہ نے امام رازی رحمہ اللہ کو ان کا گرویدہ بنادیا۔ بغداد میں کچھ دن قیام کرنے کے بعد آپ "اہواز" چلے گئے اور وہاں کے علماء سے کسب فیض کیا۔ پھر بغداد

واپس آگئے اور اپنے شیخ ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہ کر ان سے استفادہ کرتے رہے۔ اسی اثناء میں حاکم نیساپوری رحمہ اللہ "بغداد" آئے تو امام ابوبکررازی رحمہ اللہ ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کی رائے اور ان کے مشورے سے حاکم نیساپوری رحمہ اللہ کے ساتھ نیساپور چلے گئے۔ آپ نیساپور میں حصول علم میں منہمک اور ہمہ تن مشغول تھے کہ مشفق استاد امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کی وفات ہوگئی، ان کی وفات کی خبر پاکر آپ ۳۴۴ھ میں بغداد واپس آگئے اور اپنے شیخ کی مسند تدریس پر متمکن ہوگئے(۷)

اساتذۂ حدیث

امام ابوبکر رازی رحمہ اللہ جہاں فقہ اور اصول فقہ میں مہارت، درک اور ید طولی کے حامل ہیں -وہیں علم حدیث میں بھی اپنا ایک اہم اور نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے علم حدیث کی سماعت وروایت بڑے بڑے نامور محدثین اور ماہرین جرح و تعدیل سے کی جن میں السری بن خزیمہ، ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ، عثمان بن سعید دراری، ابوقلابہ، عبداللہ بن احمد، حسن بن سلام اورابراہیم بن عبداللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان میں سے ہر ایک فرد اپنے وقت کا ماہ کامل تھا اور علم حدیث میں ید طولی رکھتا تھا۔ ان کی صحبت نے آپ کے اندر بھی علم حدیث میں کمال پیدا کیا، اور آپ محدثین کے حلقہ میں محدث نیساپور کے معزز لقب سے یاد کئے جانے لگے(۸)

احکام القرآن میں آپ نے زیادہ تراحادیث عبدالباقی بن قانع سے روایت کی ہیں۔(۹)

آپ کے اساتذہ حدیث کی فہرست سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ علم حدیث میں آپ کا کیامقام اور رتبہ ہے۔

اساتذۂ فقہ

آپ نے فقہ کی تعلیم امام ابوسہل اور امام ابولحسن کرخی رحمہ اللہ سے حاصل کی، امام کرخی رحمہ اللہ سے آپ اس قدر متاثر ہوئے کہ تاحیات ان سے وابستہ رہے، اور ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین قرار پائے(۱۰)

تلامذہ

تحصیل علم سے فراغت پاکر، اور ہر فن میں کمال پیدا کرنے کے بعد آپ سرزمین بغداد میں اپنے استاد ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کی مسند درس تدریس پر جلوہ افروز ہوگئے۔ آپ کا علمی شہرہ جلد ہی دور دور

ہونے لگا، اور فقہ و حدیث دونوں کے امام تسلیم کئے جانے لگے، اکناف عالم سے تشنہ گان علوم نبوت جوق در جوق بغداد آکر آپ کے حلقہ درس میں شامل ہونے لگے، بیک وقت سینکڑوں افراد آپ کے درس میں شریک ہو کر اپنی علمی پیاس بجھاتے اور حدیث و فقہ میں کمال پیدا کرتے۔

آپ سے احادیث کی سماعت اور روایت کرنے والوں میں آپ کے رفیق خاص ابوعبداللہ بن الاخرم، ابوعلی الحافظ، ابوعمرو بن حمدان، ابواحمد حاکم سہل بن عثمان، عبدالعزیز بن یحیی المدنی اور احمد بن منیع سر فہرست ہیں۔(۱۱)

اور فقہ کی تعلیم حاصل کرنے والوں میں ابوبکر احمد بن موسیٰ الخوارزمی، ابوعبداللہ محمد بن یحیی الجرجانی شیخ القدوری، ابوالفرج احمد بن محمد، ابوجعفر محمد بن احمد النسفی، ابوالحسن محمد بن احمد الزعفرانی، ابوالحسین الکماری، قابل ذکر ہیں۔(۱۲)

زہد و تقوی

ایک عالم دین کا سب سے بڑا وصف اور اس کمال یہ ہے کہ وہ زہد و تقوی اور خشیت الہی کی دولت بے بہا سے مالامال ہو، علم والوں کی کیفیت قرآن ان الفاظ میں بتاتا ہے:

انمایخشی اللہ من عبادہ العماء(سورہ فاطر:۲۸)

بیشک اللہ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں۔

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ رازی رحمہ اللہ جہاں علوم و معارف میں یگانہ روزگار تھے، وہیں اپنے وقت کے بڑے زاہد، عارف، عابد، متقی اور سب سے زیادہ خوف خدا رکھنے والے تھے۔ خطیب بغدادی نے آپ کے زہد و تقوی کا اعتراف کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

آپ اپنے وقت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب کے امام اور زہد و تقوی یں مشہور تھے، آپ کو عہدہ قضاء کی پیش کش کی گئی، مگر آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا، دوبارہ لوگوں نے آپ کو قضا کی ذمہ داری سونپنی چاہی مگر آپ کنارہ کش رہے۔(۱۳)

علامہ صمیری نے آپ کے متعلق تحریر کیا ہے:

امام ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ زہد و ورع میں متقدمین کے نقش قدم پر تھے(۱۴)

علامہ ابن العماد الحنبلی کی آپ کے متعلق شہادت ہے:

آپ زہد اور دنیداری میں مشہور تھے، آپ کے سامنے قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا گیا مگر آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا(۱۵)

علامہ عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے:

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ زہدوورع میں اپنے شیخ ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کے نقش قدم پر تھے۔(۱۶)

عہدۂ قضا کے قبول کرنے سے انکار

امام ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ نے جس دور میں آنکھیں کھولی تھیں، اسلامی حکومت کی برکات سے دنیا فیض یاب ہورہی تھی۔ علماء اپنے فضل وکمال کو بادشاہ کے قرب کا ذریعہ بنانے کی کوشش کرتے، اور عہدہ قضا کی پیش کش ان کے لئے مسرت کا باعث ہوتی۔ مگر امام رازی رحمہ اللہ اپنے کو اہل دنیا اور اہل ثروت سے دور رکھتے، دنیا پرستوں سے ان کی طبعیت کو سخت نفور تھا، ان کے علمی فضل وکمال اور زہدوورع کا اثر خلیفۃ المسلمین پر بھی تھا۔ انھیں قاضی القضاۃ کا عہدہ دو بار پیش کیا گیامگر ہر بار انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ امام ابوبکر بھری نے اس سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے، لکھتے ہیں:

فضل بن جعفر المقتدر باللہ مطیع نے مجھے قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز کرنا چاہا، خلیفہ کے قاصد ابوالحسن بن ابی عمروالشیبانی تھے، میں نے اس منصب کے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اور امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ رازی رحمہ اللہ کا مشورہ دیا کہ انھیں اس عظیم منصب پر فائز کیا جائے وہ اس کے زیادہ اہل ہیں۔ چنانچہ خلیفہ کے قاصد نے انھیں اس عہدہ کی پیش کش کی، اور مجھ سے اس سلسلہ میں معاونت چاہی، امام رازی رحمہ اللہ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کردیا، میری جب ان سے تنہائی میں گفتگو ہوئی تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ مجھے اس منصب کے قبول کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، میں نے کہا کہ آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ خلیفہ کے قاصد حسن بن عمرو نے دوبارہ انھیں یہ عہدہ پیش کیا۔ اور میں نے ان کی مدد کرنی چاہی، تو انھوں نے کہا کہ کیا میں نے آپ سے مشورہ نہیں کیا تھا؟ تو آپ نے اس سے کنارہ کش رہنے کا مشورہ دیا۔ یہ سن کر خلیفہ کا قاصد برہم ہو کر کہنے لگا کہ آپ خود ایک شخص کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کو اس منصب کی پیش کش کی جائے اور پھر اس شخص سے کہتے ہیں اسے قبول مت کرنا۔ میں نے کہا کہ اس سلسلہ میں میرے سامنے حضرت انس بن مالک بن انس کا اسوہ موجود ہے کہ انھوں نے اہل مدینہ کو مشورہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں قاری نافع کو امام بنائیں اور خود نافع سے کہا کہ وہ اس منصب کو قبول نہ کریں۔ جب ان سے کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے تم لوگوں کو نافع کو امام بنانے کا مشورہ بایں وجہ دیا کہ

میری نگاہ میں اس جیسا کوئی دوسرا شخص اس منصب کا اہل نہیں ہے۔ اور ان کو علٰحدہ رہنے کا مشورہ یوں دیا کہ جب وہ اس منصب کو قبول کرلیں گے تو ان کے بہت سے حاسد اور دشمن پیدا ہو جائیں گے، اسی طرح میں نے آپ کو امام ابو بکر جصاص رازی رحمہ اللہ کو منصب قضا پر فائز کرنے کا مشورہ دیا کیوں کہ میں ان سے زیادہ اس کا اہل کسی کو نہیں پاتا اور ان کو اس سے علٰحدہ رہنے کا حکم دیا کیوں کہ علٰحدگی ہی میں ان کے لئے سلامتی اور عافیت ہے، (۱۷)

امام جصاص رحمہ اللہ کے اس موقف سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انھیں دنیا اور دنیا کے مال و متاع سے کس قدر نفور تھا، اس عہد میں اس طرح کے مناصب پر جو کوئی شخص فائز ہوتا، تو اس کے حاسدین اور دشمن پیدا ہوجاتے، جو طرح طرح سے اسے رسوا اور بدنام کرنے کی سعی کرتے۔ اس لئے محتاط علماء حکومت سے علٰحدہ رہ کر کتاب وسنت کی ترویج واشاعت میں منہمک رہتے، امام جصاص رحمہ اللہ کے شیخ ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کو بھی منصب قضا کی پیش کش کی گئی مگر قبول کرنے سے انکار کردیا۔ امام کرخی رحمہ اللہ اس بارے میں اتنے سخت تھے کہ جب ان کے تلامذہ میں سے کوئی اس طرح کا منصب قبول کرتا تو اس سے اپنے تعلقات ختم کرلیتے۔ ان کے ایک شاگرد ابوالقاسم علی بن محمد التنوخی کسی جگہ کے قاضی بن گئے۔ جب امام کرخی رحمہ اللہ کو اس کا علم ہوا تو ان سے قطع تعلق کرلیا، اور خط و کتابت کا سلسلہ بند کردیا۔ اور جب وہ بغداد آئے تو شیخ نے ملنے کی اجازت نہیں دی۔ پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو فرمایا کہ میرا اور اس کا فقروفاقہ میں ساتھ تھا۔ اور اب مجھے اطلاع ملی ہے کہ یومیہ اس کے دسترخوان پر دو دینار صرف کئے جاتے ہیں۔ (۱۸)

علم حدیث میں مقام

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ جس عہد میں پیدا ہوئے وہ عہد علم حدیث اور علم فقہ کا عہد شباب تھا، بڑے بڑے محدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تدوین و تبویب اور اس کے بال و پرسنوارنے میں ہمہ تن مشغول تھے، جن میں ائمہ جرح و تعدیل، احادیث کے غوامض و علل کے ماہرین بھی تھے، اور ان میں اصحاب سنن و مجامع بھی تھے، السری بن خزیمہ، محدث ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ، صاحب سنن دارمی عثمان بن سعید دارمی جیسے شیوخ حدیث کی صحبت میں رہ کر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی سماعت وروایت کی، اور علم حدیث میں کمال ودرک پیدا کیا۔ آپ جس طرح طبقہ فقہاء میں قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح محدثین کے درمیان بھی آپ بڑی عظمت رکھتے ہیں۔ اور علم حدیث میں اپنے کمال کی وجہ سے اہل علم کے نزدیک محدث نیساپور، کے معزز لقب سے یاد کئے

جاتے ہیں، صاحب تذکرہ الحفاظ نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

الحافظ الامام محدث نیسابور(۱۹)

علامہ شمس الدین ذہبی نے آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

الامام الحافظ العلامۃالناقد ابوبکر(۲۰) کہ آپ امام، حافظ حدیث، علامہ اور ناقد تھے،

محقق ابن عقدہ نے آپ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔(۲۱)

محمد بن عبدالباقی الزرقانی نے مواہب الدنیہ کی شرح میں آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

ابوبکرالرازی رحمہ اللہ احمد بن علی بن حسین الامام الحافظ محدث نیسابور من ائمہ الحنفیۃ سمع ابا حاتم وعثمان الدارمی(۲۲)

امام حافظ، محدث نیسا پور ابوبکررازی رحمہ اللہ احمد بن علی بن حسین ائمہ احناف میں سے ہیں، حدیث کی سماعت ابوحاتم اور عثمان الدارمی سے کی۔

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کی حدیث میں کوئی مستقل تصنیف کا پتہ نہیں چلتا ہے، تاہم ان کی کتاب احکام القرآن سے جہاں ان کا فقہی رتبہ، اور فقہی بصیرت، مذاہب علماء سے واقفیت، اور فن تفسیر میں مہارت کا پتہ چلتا ہے وہیں احکام القرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام جصاص رحمہ اللہ تبحر فی الحدیث، احادیث کی تحقیق و توضیح، اس کے علل و غوامض کی معرفت اور فن اسماء الرجال میں کمال کے لحاظ سے بڑے بڑے محدثین کے ہم رتبہ ہیں۔ احکام القرآن فقہ وحدیث دونوں کا سنگم ہے اسی لئے اہل علم کے درمیان اس کی پزیرائی ہوئی۔ امام جصاص رحمہ اللہ کا طرز نگاش یہ ہے کہ پہلے آیت قرآنی ذکر کرتے ہیں، پھر اس کے تحت مسائل اور ائمہ کے مذاہب بیان کرتے ہیں اور پھر احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

امام جصاص رحمہ اللہ بحیثیت فقیہ

امام صاحب رحمہ اللہ مذاہب ائمہ کی معرفت میں ید طولی رکھتے ہیں، ائمہ اربعہ کے علاوہ ان ائمہ کے مذاہب سے بھی پوری طرح واقف ہیں جن کے مذاہب مدون نہیں ہوئے ہیں، چنانچہ احکام القرآن میں ائمہ اربعہ کے علاوہ ابن ابی لیلی، ثوری، حسن بن صالح، عبداللہ بن الحسب العنبری اور امام اوزاعی کے مذاہب شرح وبسط کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔ یہ کام وہی شخص کرسکتا ہے جو تمام ائمہ کے مذاہب پر عمیق نظر رکھتا ہو۔ اہل علم کے نزدیک آپ کی فقاہت اور مجتہدانہ شان مسلم ہے۔ صاحب معجم المؤلفین نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

امام ابوبکر فقیہ اور مجتہد تھے (۲۳)
علامہ ابن العماد الحنبلی نے کہا ہے کہ آپ فقیہ تھے (۲۴)
علامہ ابوالفرج ابن الجوزی کا بیان ہے:
ابوبکر رازی رحمہ اللہ اپنے وقت کے فقیہ اور اہل الرای کے پیشوا تھے، اور زہد وورع میں مشہور تھے۔ (۲۵)

ائمہ احناف کے نزدیک امام جصاص رحمہ اللہ کے اقوال اور ان کی آراء بڑی اہمیت رکھتی ہیں، بطور استدلال انھیں پیش کیا جاتا ہے، صاحب طبقات السنیہ نے آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

امام رازی رحمہ اللہ بڑی شان والے ہیں، جصاص رحمہ اللہ سے معروف ہیں جو ان کا لقب ہے، ہمارے ائمہ کی کتابیں اور کتب تاریخ ان کے ذکر سے بھری ہیں، صاحب خلاصۃ الفتاویٰ نے "دیات اور شرکتہ" میں "جصاص رحمہ اللہ" کے لفظ سے آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ اور بعض فقہاء نے رازی جصاص کہہ کر آپ کی رائے نقل کی ہے۔

صاحب قنیہ نے خواہرزادہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے:

غبن فاحش (بازار کے عام نرخ سے بہت زیادہ قیمت) کے ساتھ کوئی چیز فروخت کی گئی، تو اس بیع کا کیا حکم ہوگا؟ امام جصاص رحمہ اللہ نے جو ابوبکر رازی کے نام سے معروف ہیں اپنے "واقعات" میں لکھا ہے کہ خریدار کو اس کا اختیار ہے کہ وہ رہن واپس کرکے ادا کردہ قیمت واپس لے لے، اور فروخت کرنے والے کو چاہئے کہ وصول کیا ہوا دام لوٹا دے (۲۶)

امام جصاص رازی رحمہ اللہ اور طبقات فقہیہ

فقہاء واحناف کے سات طبقے بیان کئے گئے ہیں، اور امام جصاص رحمہ اللہ رازی رحمہ اللہ کو طبقہ چہارم میں شمار کیا گیا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے، یہ فیصلہ ان کے فقہی مقام کے مناسب نہیں ہے۔ اگر امام صاحب کی تصانیف احکام القرآن وغیرہ کو سامنے رکھ کر ان کا فقہی مقام متعین کیا جاتا تو انھیں طبقہ سوم میں ضرور رکھا جاتا۔ یہ کس قدر ناانصافی ہے کہ شمس الائمہ وغیرہ جو ان کے خوشہ چین ہیں، انھیں تو طبقہ سوم میں رکھا گیا اور امام صاحب کو طبقہ چہارم ہیں۔ علامہ نعسانی امام جصاص رحمہ اللہ کے درجہ ورتبہ کی نشاندہی کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

بعض علماء نے امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کو "اصحاب تخریج" میں شمار کیا ہے۔ جو اگرچہ اجتہاد کی اہلیت نہیں رکھتے مگر اصول اور ماٰخذ شرعیہ پر حاوی ہونیکی وجہ سے ائمہ کرام سے منقول کسی مبہم ومجمل قول کی وضاحت کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ مگر بعض دیگر علماء نے امام جصاص رحمہ اللہ کو چوتھے طبقہ

میں شمار کئے جانے پر سخت نکیر کی ہے اور کہا ہے کہ ان کو طبقہ چہارم میں رکھنا ان پر ظلم ہے اور انہیں ان کے اصل درجہ سے گرانا ہے۔ جو شخص ان کی تصانیف اور ان کے اقوال و آراء کا تتبع کرے گا وہ اس نتیجہ پر پہونچے گا کہ ابن کمال پاشا وغیرہ نے جن فقہاء کو، مجتہدین فی المسائل، میں شمار کیا ہے مثلاً شمس الائمہ وغیرہ، وہ سب امام رازی رحمہ اللہ کے محتاج اور خوشہ چین ہیں، لہذا وہ زیادہ مستحق ہیں کہ انھیں مجتہدین فی المذہب میں شمار کیا جائے(۲۷)

امام جصاص رازی رحمہ اللہ کی فقہی آراء سے کتب احناف بھری ہوئی ہیں، متأخرین فقہاء ان کے اقوال کو حجت وسند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان کی جلالت شان اور فقاہت کا تقاضا ہے کہ انھیں طبقہ سوم میں رکھا جائے جو اگرچہ اصول و فروع میں اپنے امام کے تابع رہتے ہیں مگر غیر منقول مسائل کے احکام اپنے اجتہاد و استنباط سے بیان کرتے ہیں۔

امام جصاص رحمہ اللہ کے فضل وکمال کا اعتراف

ہر دور میں علماء و محدثین اور مؤرخین نے امام جصاص رحمہ اللہ رازی رحمہ اللہ کے علمی کمالات اور فضل وکمال کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ اور ان کی علمی خدمات کو داد تحسین دی ہے، ہر مکتب فکر میں وہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، طبقہ محدثین میں حافظ، ناقد اور محدث نیساپور کے معزز القاب سے یاد کئے جاتے ہیں، اور طبقہ فقہاء میں، فقیہ و مجتہد کہے جاتے ہیں اور صوفیاء کی جماعت میں زاہد، عابد اور متقی سے مشہور ہیں۔

امام صاحب کی جلالت شان اور علمی مقام کے اظہار کے لئے چند معروف ائمہ کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ان کی عظمت کا پتہ لگ سکے۔

سلم الوصول کے مؤلف نے امام صاحب کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھا ہے:

، امام ابوبکر علامہ اور فقیہ تھے، مذہب حنفی کی ریاست بغداد میں ان پر ختم ہوگئی۔ ان کی طرف فقہ کی تعلیم حاصل کرنے والوں کا رجوع عام ہوا۔(۲۸)

تراجم الرجال میں لکھا ہے:

طبقہ فقہاء میں ان جیسا زہد وورع اور تصنیف کے لحاظ سے نہ تو ان سے پہلے کوئی ہوا اور نہ بعد میں۔(۲۹)

النجوم الزاہرۃ میں ہے:

امام ابوبکر اپنے زمانہ میں احناف کے پیشوا تھے۔(۳۰)

تاریخ بغداد میں ہے:

وہ اپنے وقت میں اصحاب الرای (حنفیہ) کے امام تھے۔(۳۱))
علامہ ابن کثیر کا قول ہے:

ان کے وقت میں مذہب حنفی کی ریاست ان پر ختم ہوگئی، دنیا کے ہر گوشہ سے ان کی طرف طالبان علوم نبوت کا رجوع ہوا۔(۳۲)

خطیب بغدادی کی شہادت ہے:

آپ اپنے زمانہ میں امام ابوحنیفہ کے اصحاب کے پیشوا اور زہد وورع میں مشہور تھے۔(۳۳)

صاحب تذکرۃ الحفاظ نے لکھا ہے:

آپ حافظ حدیث، امام اور محدث نیسا پور تھے۔(۳۴)

ابن العماد الحنبلی کا بیان ہے:

مذہب حنفی کی ریاست ان پر ختم ہوگئی۔ زہد اور دیانت داری میں مشہور تھے۔(۳۵)

ابن الجوزی کہتے ہیں:

ابوبکر رازی رحمہ اللہ فقیہ اور اپنے وقت میں اہل الرای کے مقتدا اور زہد وورع میں معروف تھے(۳۶)

علامہ کاسانی نے آپ کو حجۃ الاسلام کہا ہے۔(۳۷)

سانحہ ارتحال

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کا انتقال ۶۵ سال کی عمر میں مقام طبران میں ۷ ذی الحجہ سن ۳۷۰ھ کو اتوار کے دن ہوا۔ نماز جنازہ آپ کے نامور شاگرد فقیہ ابوبکر خوارزمی نے پڑھائی۔ اور ہزاروں سوگواروں نے اپنے محبوب کے جسد خاکی کو سپرد خاک کیا۔(۳۸)

علامہ زرقانی صاحب مواہب الدنیہ نے آپ کا سنہ وفات سن ۳۰۵ھ(۳۹)

اور علامہ شمس الدین ذہبی نے سن وفات ۳۱۵ھ ذکر کیا ہے(۴۰)

تذکرۃ الحفاظ میں بھی ۳۱۵ھ سنہ وفات لکھا ہے۔(۴۱)

تصانیف

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ فقہاء احناف کے طبقہ مجتہدین فی المذھب، میں شمار کئے جاتے ہیں(۴۲) آپ نے فقہ، تفسیر اور اصول فقہ میں بڑی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں، اور مذہب حنفی کی مختصرات کی شروح لکھ کر علماء کے لئے ان سے استفادہ آسان کردیا۔ ان مختصرات کی شروح طبقہ علماء میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ آپ نے جن ائمہ کی مختصرات کی شروح لکھیں ان میں امام محمد

بن الحسن الشیبانی اور امام ابو جعفر طحاوی، خصاف اور کرخی رحمہ اللہ ہیں۔

علامہ ابن الندیم نے، الفہرست میں آپ کی پانچ تصنیفات کا تذکرہ کیا ہے، لکھتے ہیں:

آپ کی تصنیفات میں (۱)احکام القرآن (۲)امام محمد بن الحسن کی الجامع الکبیر کی شرح کا نسخہ اول (۳)نسخہ ثانیہ (۴)مختصر طحاوی کی شرح (۵)اور کتاب المناسک ہے۔(۴۳)

علامہ لکھنوی نے شرح اسماء الحسنیٰ، چند فتاوی اور اصول فقہ کے موضوع پر ایک کتاب کا بھی تذکرہ کیا ہے۔(۴۴)

صاحب ہدیۃ العارفین نے ۹ تصنیفات اور چند فتاوی کا تذکرہ کیا ہے۔ جن میں مذکورہ کتابوں کے علاوہ امام خصاف ادب القضاء کی شرح، جامع الصغیر کی شرح، شرح مختصر طحاوی، شرح مختصر کرخی رحمہ اللہ کا ذکر شامل ہے۔(۴۵)

مگر تلاش و تتبع کے بعد امام جصاص رحمہ اللہ کی ۱۲ تصنیفات و شروح کا پتہ چلتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

(۱)احکام القرآن:

احکام القرآن، کے نام سے مختلف ائمہ نے کتابیں لکھی ہیں، صاحب کشف الظنون ان کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

احکام القرآن کے نام سے سب سے پہلے امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ (م ۲۰۴ھ) نے کتاب تصنیف کی، ان کے بعد شیخ ابوالحسن علی بن حجر السعدی (م ۲۴۴ھ) قاضی ابواسحاق اسماعیل الزدی، البصری (م ۲۸۲ھ) شیخ ابوالحسن علی بن موسی بن یزداد القمی الحنفی (م۳۰۵ھ) امام ابوجعفر الطحاوی، الحنفی (م ۳۲۱ھ) ابو محمد القاسم بن اصبع القرطبی (م۳۴۰ھ) امام ابوبکر احمد بن علی، الجصاص، الرازی، الحنفی (م ۳۷۰ھ) امام ابوالحسن الہراسی الشافعی (م۵۰۴ھ) قاضی ابوبکر ابن العربی المالکی (م ۵۴۳ھ) اور شیخ عبدالمنعم الغرناطی (م ۵۹۷ھ) نے احکام القرآن کے نام سے کتابیں تصنیف کیں۔(۴۶)

مگر ان سب میں زیادہ شہرت اور پذیرائی امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ رازی رحمہ اللہ کی احکام القرآن کو ہوئی، چنانچہ احکام القرآن للطبری کے مقدمہ میں، احکام القرآن، کے عنوان سے لکھی جانے والی کتابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

صاحب کشف الظنون نے احکام القرآن، کے نام سے جن کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، ان میں شہرت امام جصاص رحمہ اللہ کی احکام القرآن کو حاصل ہوئی ہے۔

احکام القرآن کی خصوصیات

امام جصاص رحمہ اللہ کو احکام القرآن کی مقبولیت و پزیرائی ان خصوصیات کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے جو اسے دیگر کتابوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ مثلاً:

۱۔ احکام القرآن کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ امام جصاص رحمہ اللہ ہر آیت کی مختصر مگر نہایت جامع اور اطمینان بخش تفسیر اور اس کی تشریح و توضیح کر کے قاری پر آیت قرآنی کا مفہوم اور مراد خداوندی واضح کرتے ہیں۔

۲۔ ہر آیت کی تفسیر کے ساتھ امام جصاص رحمہ اللہ ان جملہ احکام کو بیان کرتے ہیں جو ائمہ مجتہدین نے اس آیت سے مستنبط کئے ہیں، اور ساتھ ہی اصول و قواعد کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔

۳۔ متفق علیہ مسائل کے ساتھ مختلف فیہ مسائل اور ان کے دلائل بھی شرح و بسط کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں۔

۴۔ مذاہب فقہاء ان کے دلائل ذکر کرنے کے بعد ان کے اقوال و مستدلات کے درمیان محاکمہ کر کے راجح، مرجوح صحیح اور ضعیف کو منصفانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

۵۔ ناسخ ومنسوخ آیات اور آیات کے اسباب نزول کی بھی نشاندہی کردی گئی ہے۔٦

٦۔ باوجودیکہ امام جصاص رحمہ اللہ فقہ حنفی کے پیروکار ہیں مگر ان کا قلم نہایت معتدل ہے، بڑی فراخدلی کے ساتھ دیگر ائمہ کے مذاہب اور ان کے دلائل ذکر کرتے ہیں۔

۷۔ احکام القرآن میں امام جصاص رحمہ اللہ نے صرف ائمہ اربعہ کے مذاہب اور ان کے اقوال کے نقل کرنے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ دیگر ائمہ مجتہدین جن کے مذاہب و آراء مدون نہیں ہیں، ان کو بھی بڑی شرح و بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے، ائمہ اربعہ کے علاوہ امام جصاص رحمہ اللہ نے امام ابن ابی لیلی ثوری، حسن بن صالح، عبداللہ بن الحسن العنبری، اوزاعی وغیرہم کے مذاہب اور ان کے اقوال ذکر کرتے ہیں۔

۸۔ احکام القرآن کی زبان نہایت سادہ، عام فہم اور بڑی دل دلنشین ہے۔ مصنف اپنی بات قاری کے دل میں اتارنے کے لئے آسان سے آسان تعبیر اختیار کرتے ہیں۔(۴۷)

نمونہ کی عبارت:

بطور نمونہ صرف ایک آیت" انما حرم علیکم المیتۃ والدم "کے تحت امام جصاص رحمہ اللہ کی ایک عبارت کا ترجمہ ملاحظ کیا جائے مردہ جانور کی کھال کی دباغت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

، فقہاء کا دباغت کے بعد مردہ جانور کی کھال کے حکم میں اختلاف ہوا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ، ان کے اصحاب حسن بن صالح، سفیان ثوری، عبداللہ بن الحسن العنبری، اوزاعی اور امام شافعی دباغت کے بعد اس کی خرید و فروخت اور اس سے انتفاع کو جائز قرار دیتے ہیں۔ البتہ امام شافعی اس حکم سے کتے اور خنزیر کی کھال کو مستثنیٰ کرتے ہیں۔ مگر ہمارے اصحاب نے کتے اور دوسرے جانوروں کی کھالوں کے درمیان فرق روا نہیں رکھا ہے۔ اور خنزیر کے علاوہ تمام جانوروں کی کھالوں کو دباغت کے بعد پاک قرار دیا ہے۔ امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ دباغت کے بعد اس کھال کو صرف بیٹھنے کے مصرف میں لیا جاسکتا ہے، اسے فروخت کرنا یا اس پر نماز پڑھنا درست نہیں۔ امام لیث بن سعد کا مذہب ہے کہ مردے کی کھال دباغت سے قبل بھی فروخت کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ خریدار کو اس سے آگاہ کردیا جائے۔(۴۸)

(۲) اصول الفقہ المسمی بالفصول فی الاصول:

یہ امام جصاص رحمہ اللہ کی اصول فقہ میں نہایت اہم کتاب ہے، حال ہی میں کویت کی وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ نے دکتور عجیل جاسم النشمی کی تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں شائع کیا ہے۔ کتاب کے شروع میں ڈاکٹر نشمی کا ۲۷ صفحات پر مشتمل قیمتی مقدمہ ہے، جس میں امام جصاص رحمہ اللہ کے حالات، ان کی تصنیفات اور مذکورہ کتاب کا پورا تعارف کرایا گیا ہے۔ یہ کتاب احکام القرآن سے پہلے لکھی گئی ہے، اسے امام جصاص رحمہ اللہ نے ، احکام القرآن ، کے مقدمہ کے طور پر لکھا تھا۔ جیسا کہ انھوں نے احکام القرآن کے مقدمہ میں اشارہ کیا ہے، (۴۹)

جلد اول مقدمہ اور فہرست کے ساتھ ۴۴۳ صفحات پر مشتمل ہے "عام" کی بحث سے ابتدا ہوئی ہے اور

"الخبرين اذاكان كل واحد منهما عاما من وجه وخاصا من وجه اخر"

پر ختم ہوگئی ہے جلد دوم صفۃ البیان سے شروع ہوکر " نسخ القرآن بالسنۃ " کی بحث پر ختم ہوگئی ہے اس کے صفحات ۳۷۹ ہیں، جلد سوم "ذکر نسخ الناسخ من الاحکام " سے شروع ہوکر "القول فی النافی وہل علیہ دلیل" پر ختم ہوگئی ہے، اس کے صفحات ۴۱۴ ہیں۔

(۳) شرح الجامع الکبیر:

الجامع الکبیر امام ابوعبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی الحنفی رحمہ اللہ (م ۱۸۷ھ) کی فروع میں نہایت اہم کتاب ہے، علامہ سمرقندی (م ۳۷۳ھ)، فخرالاسلام بزدوی (م ۴۸۲ھ)، قاضی دبوسی (م

۴۴۲ھ)امام برہان الدین صاحب المحیط، شمس الائمۃ الحلوانی (م۴۴۷ھ)شمس الائمۃ السرخسی(م ۴۸۳ھ)محمد بن علی الجرجانی (م ۴۴۷ھ)، جمال الدین الحصیری(م ٦۳٦ھ)ملک معظم، امام ابو نصرا لبخاری (م سن ۵۸٦ھ)اور امام طحاوی (۳۲۱ھ)جیسے اجلۂ علماء نے "الجامع الکبیر" کی شرحیں لکھی ہیں، امام جصاص رحمہ اللہ نے بھی اس کی شرح لکھی تھی- صاحب کشف الظنون اور دیگر مؤرخین نے اس کا تذکرہ کیا ہے-(۵۰) تفصیلات کا علم نہیں ہوسکا-

(۴)شرح الجامع الصغیر:

یہ بھی امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ کی معرکتہ الآراء کتاب ، الجامع الصغیر ، کی شرح ہے- یہ کتاب فقہ حنفی کی قدیم اور بڑی معتبر کتاب ہے، اس میں ۵۳۲ مسائل ذکر کئے گئے، جن میں سے ۱۷۰ مسائل میں اختلاف ذکر کیا گیا ہے- قیاس اور استحسان صرف دو مسئلوں میں بیان کیا گیا ہے، اس کے مشہور شارحین میں امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ(م۳۲۱ھ)اور امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (م ۳۷۰ھ)ہیں-(۵۱)

امام جصاص رحمہ اللہ کی شرح الجامع الصغیر غالباشائع نہیں ہوئی ہے-

(۵)شرح المناسک:

یہ امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب ، المناسک، کی شرح ہے، (۵۲)علامہ ابن الندیم نے اس کا نام ، کتاب المناسک، بتایا ہے، (۵۳)اوراس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے، لطیف ، اور بڑی عمدہ کتاب ہے، (۵۴) یہ بھی غالبا شائع نہیں ہوئی ہے-

(٦)شرح مختصر الطحاوی:

مختصر الطحاوی امام ابو جعفر طحاوی (م۳۲۱ھ) کی فقہ میں بڑی جامع کتاب ہے- اور فقہ حنفی میں لکھی جانے والی سب سے پہلی مختصر ہے، اس کا اسلوب اور طرز نگارش، "مختصر المزنی" جیسا ہے، مختلف ائمہ نے اس کی شرحیں لکھی ہیں، جن میں امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ بھی ہیں- ان کی مصنفات میں شرح مختصر الطحاوی کوصاحب کشف الظنون(۵۵) بن الندیم(۵٦) تقی الدین الغزی(۵۷) صاحب ہدیۃ العارفین(۵۸)اور علامہ عبدالحی لکھنوی (۵۹)نے شمار کیا ہے، شرح مختصر الطحاوی للرازی رحمہ اللہ کا ایک مخطوطہ استنبول کے مکتبہ سلیمانیہ میں ۷۱۷ نمبر کے تحت پایاجاتا ہے-(٦۰)

(۷) شرح آثار الطحاوی:

امام جصاص رحمہ اللہ کی "شرح آثار الطحاوی" کا تذکرہ راقم الحروف کو صرف "اصول الفقہ المسمی بالفصول فی الاصول" کے مقدمہ میں ملا (۶۱) دیگر مؤرخین نے اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ امام طحاوی کی مصنفات میں بھی "شرح آثار الطحاوی" نامی کسی تصنیف کا پتہ نہیں چلتا ہے، کتاب الآثار امام محمد بن الحسن الشیبانی کی تصنیف ہے، صاحب کشف الظنون نے ذکر کیا ہے کہ امام طحاوی نے اس کی شرح کی تھی (۶۲) غالباً شرح آثار الطحاوی "اسی کی شرح الشرح ہے۔

(۸) مختصر اختلاف الفقہاء للطحاوی:

اختلاف العلماء امام طحاوی کی بڑی ضخیم کتاب ہے جو ۱۳۰ حصوں پر مشتمل ہے، امام رازی رحمہ اللہ نے اس کی تلخیص کی تھی، یہ تلخیص استنبول کے مکتبہ جاراللہ ولی الدین میں مخطوط کی شکل میں ہے۔ (۶۳)

(۹) شرح ادب القاضی للخصاف:

ادب القاضی امام ابوبکر احمد ابن عمرو الخصاف (م ۲۶۱ھ) کی نہایت عمدہ تصنیف ہے جو ۱۲۰ ابواب پر مشتمل ہے، مختلف ائمہ نے اس کی شروحات لکھی ہیں، جن میں امام جصاص رحمہ اللہ بھی ہیں۔

(۱۰) شرح مختصر کرخی رحمہ اللہ:

امام جصاص رازی رحمہ اللہ کے استاذ و شیخ امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ نے۔ مختصر کے نام سے فقہ میں ایک اہم کتاب لکھی تھی، جس میں اختصار و ایجاز کے ساتھ فقہ حنفی کے مسائل جمع کئے گئے تھے امام رازی رحمہ اللہ نے اس کی شرح لکھ کر اس سے استفادہ آسان کر دیا۔

(۱۱) شرح الاسماء الحسنی:

(۱۲) جوابات المسائل: (۶۵)

(بشکریہ سہ ماہی بحث و نظر شمارہ اپریل جون ۱۹۹۱ء)

حوالہ جات

۱- تذکرۃ الحفاظ ۳/۷۸۸ طبع: داراحیاء التراث العربی، الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیہ ۱/۴۱۲۔ ھدیۃ العرفین ۱/۶۶ بیروت، لبنان۔

۲- الفوائد البھیہ ص ۲۸

۳- بحوالہ بالا، تمہید اصول فقہ المسمی بالفصول فی الاصول: ص ۱/۱۲ بحوالہ رواضات الجنات ص: ۳۲۰

۴- بحوالہ بالا

۵- فوائد البھیہ: ص ۲۷

۶- تذکرۃ الحفاظ ۳/۷۲۸

۷- فوائد البھیہ: ص ۲۶۔ الطبقات السنیہ ۱/۴۱۴۔ تمہید اصول فقہ المسمی بالفصول فی الاصول ۱/۱۴

۸- تذکرہ الحفاظ ۳/۷۸۸، سیر اعلام النبلاء، شمس الدین ذھبی ۱۵/۲۴۵

۹- فوائد البھیہ: ص ۲۷

۱۰- ایضاً

۱۱- تذکرۃ الحفاظ ۳/۷۸۸، سیر اعلام النبلاء ۱۵/۲۴۵

۱۲- الطبقات السنیہ ۱/۴۱۴ فوائد البھیہ: ص ۲۷ مقدمہ احکام القرآن ۱/۴

۱۳- بحوالہ الفوائد البھیہ ص: ۲۷

۱۴- الطبقات السنیۃ ۱/۴۱۴

۱۵- شذرات الذھب ۳/۷۱، دار الفکر

۱۶- فوائد البھیہ ص: ۲۷

۱۷- الطبقات السنیہ فی تراجم الحنفیہ ۱/۴۱۳۔ تمہید اصول الفقہ المسمی بالفصول فی الاصول ۱/۱۳

۱۸- بحوالہ بالا

۱۹- تذکرۃ الحفاظ ۳/۷۸۸

۲۰- سیر اعلام البنلاء ۱۵۰/۲۴۵

۲۱- بحوالہ الفوائد البھیہ، ص ۲۸۔

۲۲- ایضاً

حاشیۃ الفوائد البہیہ ص:۱۶

۲۳- معجم المؤلفین ۷/۱۲-ط- دار الاحیاء التراث العربی، بیروت۔

۲۴- شذارت الذہب ۷/۳ ط دار الفکر

۲۵- کتاب المنتظم ۱۰۵/۷

۲۶- الطبقات السنیہ فی تراجم الحنفیہ ۴۱۲/۱

۲۷- حاشیہ الفوائد لبہیہ ص:۱۶

۲۸- بحوالہ تمہید اصول الفقہ ۱۵/۱

۲۹- تراجم الرجال ص:۴

۳۰- النجوم الزاہرۃ ۱۳۸/۴

۳۱- تاریخ بغداد ۳۱۴/۴

۳۲- البدایہ والنہایہ ۲۹۷/۱۱

۳۳- العبر فی خبر من غبر ۳۵۴/۲

۳۴- تذکرۃ الحفاظ ۷۸۸/۳

۳۵- شذرات الذہب ۷/۳

۳۶- کتاب المنتظم ۱۰۵/۷

۳۷- بدائع الصنائع ۲۰۹۶/۴

۳۸- الطبقات السنیہ ۴۱۵/۱ الفوائد البہیہ ص:۲۸-شذرات الذہب ۷/۳

۳۹- فوائد البہیہ ص:۲۸

۴۰- سیر اعلام النبلاء ۲۴۶/۱۵

۴۱- تذکرۃ الحفاظ ۷۸۸/۳

۴۲- تعلیق السید النعسانی علی ہامش الفوائد البہیہ ص:۱۶

۴۳- الفہرست ص:۴۴۰

۴۴- الفوائد البہیہ ص:۲۸ آپ کی کتاب اصول فقہ کے موضوع پر کویت سے شائع ہوئی ہے۔

۴۵- ھدیۃ العارفین ۶۷/۱ شرح ادب القاضی للجصاص رحمہ اللہ کا مخطوطہ نسخہ ہمدرد لائبریری، ہمدرد نگر میں موجود ہے۔

۴۶- کشف الظنون حاجی خلیفہ ۲۰/۱

۴۷- مقدمہ احکام القرآن للطبری ۱/۱۴۱

۴۸- احکام القرآن ۱/۱۱۵ص:۲

۴۹- جلد رابع پریس میں تھی کہ سانحہ کویت پیش آگیا اور اس طرح سے اہل علم ایک گوہر نایاب سے محروم ہوگئے۔خدا کرے یہ جلد بھی شائع ہو کر امت کے ہاتھوں تک پہنچے۔(نسیم)

۵۰- کشف الظنون ۱/۵۶۸ الفوائد البھیہ ص:۲۸ معجم المؤلفین ۲/۷ ھدیۃ العارفین ۱/۶۷، الطبقات السنیہ ۱/۴۱۵۔ الفہرست ص:۴۱۰

۵۱- کشف الظنون ۱/۵۶۲-۵۶۱، ھدیۃ العارفین ۱/۶۷

۵۲- کشف الظنون ۲/۱۸۳، ھدیۃ العارفین ۱/۶۷

۵۳- الفہرست ص:۴۴

۵۴- ایضاً۔

۵۵- کشف الظنون ۲/۱۶۲۷

۵۶- الفہرست ص:۴۴۰

۵۷- طبقات سنیہ ۱/۴۱۵

۵۸- ھدیۃ العارفین ۱/۶۷

۵۹- الفوائد البھیہ ص:۲۸

۶۰- مقدمہ اصول الفقہ ۱/۲۲

۱۶- اصول فقہ ۱/۲۲

۶۲- کشف الظنون ۲/۱۳۸۴

۶۳- کشف الظنون ۱/۳۲

۶۴- کشف الظنون ۱/۴۶

۶۵- الفوائد البھیہ ص:۲۸، طبقات سنیہ ۱/۴۱۵